پروفیسر محمد اسلم صاحب

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور جہانگیر

جہاں تک مذہبی امور کا تعلق ہے ابتدائی عہد میں جہانگیر کا طرزِ عمل اپنے وال کے طرزِ عمل سے ملتا جلتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اصلاح کوششوں کو برداشت نہ کرسکا۔ [۵۱]

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ راسخ العقیدہ مسلمان امراء کی مدد سے حصولِ تخت میں کامیاب ہوا تھا لیکن نواب مرتضیٰ خان اور قلیج بیگ کی وفات کے بعد "جرگہ ہمدردان دولتِ اسلام" کمزور ہوگیا۔ اور اس خلاء کو پُر کرنے کے لیے ایرانی امراء آگے بڑھے اور ان کے زیرِ اثر جہانگیر مذہبی امور میں کافی حد تک آزاد خیال ہوگیا۔ اسی زمانے میں جہانگیر نے ایک ایرانی خاتون نورجہاں سے شادی کرلی۔ اور وہ اپنی صلا اور قابلیت کی بنا پر غیر محدود اختیارات کی مالک بن گئی۔ [۵۲]

---

۵۱ سعید احمد اکبرآبادی، مسلمانوں کا عروج و زوال۔ مطبوعہ دہلی ۱۹۴۷ء صفحہ ۶-۳۰۵

۵۲ عبدالحمید لاہوری، بادشاہ نامہ۔ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء ج ۲ صفحہ ۴۷۵ ۔ مورلینڈ، جہانگیرز انڈ مطبوعہ کیمبرج ۱۹۲۵ء صفحہ ۲۵۰۔

صاحب مرآۃ العالم کا کہنا ہے کہ جہانگیر اکثر یہ کہا کرتا تھا:[۵۱]

"من سلطنت را بنور جہاں بیگم دادم، بجز یک سیر شراب و
نیم سیر گوشت مرا ہیچ نمی یابد"

(میں نے اپنی سلطنت نور جہاں بیگم کے حوالے کر دی ہے اور
مجھے ایک سیر شراب اور نصف سیر گوشت کے علاوہ اور کچھ درکار نہیں)

نور جہاں کا والد غیاث بیگ وکیل السلطنت بنا اور اس کا بھائی آصف خاں وزیر اعظم کے عہدہ پر فائز ہوا۔ نور جہاں کی ماں شاہی محلات کے اندر بڑے اختیارات کی مالک تھی۔ اسی طرح نور جہاں کے متعدد رشتہ دار بڑے اعلیٰ مناصب پر فائز تھے۔ نور جہاں اور اس کے بھائی بندوں کے زیر اثر برصغیر میں شیعہ مذہب پھیلنے لگا اور کئی مقامات پر مثلاً سامانہ میں جمعہ اور عیدین کے خطبات سے خلفائے راشدین کے اسماء گرامی حذف کردیئے گئے۔[۵۲]

ایرانی علماء کی دعوت پر متعدد شیعہ علماء ایران سے برصغیر چلے آئے اور یہاں اپنے مذہبی عقاید کے پرچار میں بڑی سرگرمی دکھانے لگے۔ قاضی نور اللہ شوشتری کو جو اپنے وقت کا بڑا صاحب اثر عالم اور ادیب سمجھا جاتا تھا۔[۵۳] اسے سرکاری حلقوں کی سرپرستی حاصل تھی۔ اس نے مجالس المؤمنین کے عنوان سے شیعہ علماء اور اہل قلم کا ایک تذکرہ تحریر کیا جس میں اس نے بڑے بڑے ثقہ سُنّی اکابر کو بھی شیعوں کے زمرہ میں شامل کردیا۔ قاضی نور اللہ کے تعصب کا اندازہ صرف اسی ایک بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مجالس المؤمنین میں جہاں کہیں بھی کسی صحابیؓ کا اور خاص طور پر سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا ذکر آیا ہے وہاں اس نے ان کے نام کے ساتھ (نقل کفر، کفر نہ باشد)

---

۵۱ محمد بقا، مرآۃ العالم، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری۔ ایتھے ۱۲۴ ورق ۳۶۰ الف

۵۲ مجدد الف ثانیؒ مکتوبات۔ مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۷۷ء، جلد ۲، مکتوب ۱۵

۵۳ سری رام شرما، دی ریلیجس پالیسی آف دی مغل ایمپررز۔ مطبوعہ لنڈن ۱۹۴۰ء صفحہ ۸۰

"علیہ اللعنۃ" ضرور لکھا ہے۔ ۵۱ اور ہمارے خیال میں یہی چیز حضرت شیخ احمد فا
سرہندیؒ جیسے بزرگ کو برانگیختہ کرنے کے لیے کافی تھی۔ برٹش میوزیم لندن
فارسی مخطوطات کے فہرست نگار چارلس ریو کے خیال میں مجالس المؤمنین کا
تحریر مصنف کے ہمعصر سنیوں کی ناراضگی اور شورش کا باعث بنا اور یہی بات ا
قتل کا سبب بنی۔ ۵۲

حضرت مجدّد الف ثانیؒ برصغیر میں بڑھتے ہوئے شیعہ اثرات سے متفکر تھے
انھوں نے ان کے عقائد کی تردید میں "ردِّ روافض" کے عنوان سے ایک رسالہ
متعدد مکتوب تحریر کیے۔ ۵۳

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی تحریروں کی وجہ سے اور کچھ قاضی نوراللہ شوشتری
خون کا انتقام لینے کے لیے شیعوں نے ان کے خلاف ایک مہم شروع کردی اور انھ
جہانگیر کو ان کے خلاف خوب اکسایا۔ ۵۴

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے مخالفین نے یہ بات جہانگیر کے گوش گزار کی کہ وہ
حضرت ابوبکرؓ سے بھی افضل سمجھتے ہیں۔ انھوں نے حضرت مجدّد الف ثانیؒ کا ایک
بھی جہانگیر کو دکھایا جس میں انھوں نے اپنے مرشد خواجہ باقی باللہ دہلویؒ کو اپنی ر
کیفیات سے آگاہ کیا تھا۔ حضرت مجدّدؒ کے اس خط سے بعض کم فہموں میں غلط
پیدا ہوگئی تھی اور انھوں نے خود ہی اس چیز کی وضاحت کے لیے اپنے مرید خلفاء
کئی خط لکھے تھے۔ مشہور شاعر اور روحانی بزرگ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ ق

---

۵۱ نوراللہ شوشتری، مجالس المؤمنین مطبوعہ تہران سنہ ۱۸۷۴ء صفحہ ۴

۵۲ چارلس ریو، فہرست مخطوطات فارسی در متحف بریطانی مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۷۹ء جلد ۱ صفحہ ۳۴۷
ہولسٹر، دی شیعہ آف انڈیا، مطبوعہ لندن سنہ ۱۹۵۳ء صفحہ ۱۴۰

۵۳ و ۵۴ مفتی غلام سرور، خزینۃ الاصفیاء، مطبوعہ کانپور سنہ ۱۹۰۱ء جلد ۱ صفحہ ۶۱۱ — محمد مراد،
الحضرات، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، ایتھے ۶۵۲ ورق ۱۷۰ اب -

تے تھے کہ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات سے تمام معترضین کو مطمئن کر دیا اور کسی بھی قسم کی غلط فہمی باقی نہ رہنے دی تھی۔ اس کے بعد اب صرف ایک مدعی ان کی مخالفت کر سکتا ہے۔[۵۰]

جہانگیر کے پوتے دارا شکوہ نے بھی حضرت مجدّد الف ثانی پر اعتراض کرنے والوں کو ... تراش بتایا ہے۔[۵۱]

جہانگیر کو مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اس انداز سے بھڑکایا گیا تھا کہ اس نے انھیں ... حال کی وضاحت کے لیے اپنے دربار میں طلب کیا۔ تزک جہانگیری کے مندرجات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جہانگیر کو مجدّد صاحب کی سرگرمیوں کا کوئی علم نہیں تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس نے ان کا ذکر کرتے ہوئے بڑا درشت لہجہ استعمال کیا تھا۔[۵۲]

حضرت مجدد الف ثانی کے سوانح نگار اس بات پر متفق ہیں کہ انھوں نے بادشاہ کو ہر طرح سے مطمئن کر دیا تھا۔[۵۳] اور یہ بات بھی اس کے گوش گزار کر دی تھی کہ وہ خود کو ... کتے سے بھی افضل نہیں سمجھتے پھر وہ خود کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیونکر افضل سمجھ سکتے ہیں؟[۵۴] انھوں نے جہانگیر کو بتایا کہ اگر کوئی سنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھے تو وہ ایک لمحہ کے لیے سنّی نہیں رہ سکتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ خود کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھیں۔[۵۵] جب حضرت مجدد کے مخالفوں نے یہ دیکھا کہ وہ جہانگیر کو مطمئن کرنے میں کامیاب

---

۵۰ شاہ غلام علی، مقامات مظہری - مطبوعہ دہلی ۱۸۹۲ء صفحہ ۹۴

۵۱ دارا شکوہ، سفینۃ الاولیاء - مخطوطہ برٹش میوزیم لندن اورینٹیل ۲۲۴ ورق ۱۷۹ ب :-

"اما شخص بہ ... است از مخالفان بر شیخ"

۵۲ تزک جہانگیری، سر سید ایڈیشن، مطبوعہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۲۷۲

۵۳ محمد مراد، مناقب الحضرات مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری۔ ایتھے ۶۵۲ - ورق ۱۷۱ الف — محمد احسان اللہ سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ رام پور ۱۹۲۶ء صفحہ ۸۸ — وکیل احمد، ہدیۂ مجددیہ - مطبوعہ دہلی ۱۳۰۹ھ صفحہ ۶۹

۵۴ محمد مراد، مناقب الحضرات - مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری ایتھے ۶۵۲ ورق ۱۷۱ الف

۵۵ مفتی غلام سرور، خزینۃ الاصفیاء، مطبوعہ کانپور ۱۹۰۲ء جلد ۱، صفحہ ۶۱۲ -

ہوگئے ہیں تو انھوں نے فوراً بادشاہ کے کان میں یہ بات ڈالی کہ انھوں نے اسے سجدۂ تعظیمی نہیں کیا۔ مزید براں ان کے بے شمار مُرید ہیں اور وہ جب چاہیں ان کی مدد سے بادشاہ کے خلاف بغاوت کرسکتے ہیں ۔[۵۱]

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی دربار میں آمد سے پہلے شاہجہان نے، جو ان کی تجدیدی کوششوں سے کماحقہ واقف تھا، افضل خان اور خواجہ عبدالرحمٰن مفتی کو فقہ کی چند کتابیں دے کر حضرت مجدد صاحب کی خدمت میں یہ بتانے کے لیے بھیجا کہ فقہا نے بادشاہ کے لیے سجدۂ تعظیمی کو جائز قرار دیا ہے۔ شاہجہان کے قاصدوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو بتایا کہ اگر وہ بادشاہ کو سجدہ کریں تو پھر شہزادہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری لینے کو تیار ہے[۵۲]۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے قاصدوں سے کہا کہ وہ خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی کے آگے سجدہ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جب بادشاہ کے حضور میں سجدۂ تعظیمی کرنے سے انکار کردیا تو وزیر اعظم آصف خان نے جو خود بھی شیعہ تھا، جہانگیر کو مشورہ دیا کہ وہ ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے کیونکہ ان کا اثر ہندوستان اور وسط ایشیا میں دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے بادشاہ کو یہ بھی مشورہ دیا کہ وہ اپنے فوجیوں کو ان کے اور ان کے خلفاء کے پاس جانے اور بیعت ہونے سے روکے۔ آصف خان نے اس موقع پر جہانگیر کو شیخ کو نظربند کرنے کا بھی مشورہ دیا[۵۳]۔ جہانگیر نے جو اپنے پوتے دارا شکوہ کی نظر میں بڑا درویش آزار تھا[۵۴]، ایک راجپوت سردار انی سنگھ کو حکم دیا کہ وہ شیخ کو قلعہ گوالیار

---

۵۱ محمد مراد، مناقب الحضرات، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری ایتھے ۶۵۲، ورق ۱۷۱ الف: این شیخ متکبر شدہ سجدۂ تحیت نکرد بسبب آنکہ مریدان سپاہ بسیار دارد ازین ازدحام خاص و عام نزدیک ست کہ سبب گردد و خلل در ملک اندازد۔

۵۲ ایضاً ۔ رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۹۴ء، صفحہ ۱۱

۵۳ ڈاکٹر برہان الدین احمد، دی مجددز کانسپشن آف توحید، مطبوعہ لاہور ۱۹۴۰ء صفحہ ۲۴

ر بند کردے[۱] گوالیار کا قلعہ عام طور پر سیاسی قیدیوں کے لیے مخصوص تھا، اس
ؒ کو وہیں نظر بند رکھا گیا[۲]

برصغیر پاک و ہند کے نامور مسلمان تاریخ دان شیخ محمد اکرام جو برصغیر میں اسلامی عہد
عانی اور معاشرتی تاریخ کے مطالعہ کے لیے مشہور ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے متعلق
خیالات نہیں رکھتے[۳] تو پھر غیر مسلم مؤرخوں سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ حضرت مجدد
مانیؒ کو تاریخ میں ان کا صحیح مقام دیں گے؟ ان غیر مسلم مؤرخوں اور خاص طور پر برصغیر
نصب ہندو مؤرخوں نے جو فارسی زبان سے نابلد ہونے کی وجہ سے محض انگریزی تراجم
بہ کیا کرتے تھے۔ حضرت مجدد کے بارے میں بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں اور وہ متعدد
یوں کا شکار ہو گئے ہیں۔

مشہور ہندو مورخ سری رام شرما رقمطراز ہے کہ جہانگیر نے شیخ احمد سرہندیؒ کو ان کے
تقادی تعریفات کی بناء پر نظر بند کر دیا تھا۔[۴]

ہمارے خیال میں مجدد صاحب جیسے راسخ العقیدہ بزرگ کو جو برصغیر میں راسخ العقیدہ
مانوں کے علمبردار سمجھے جاتے ہیں۔ غیر اعتقادی کہنا بڑی ناانصافی ہے۔ جہانگیر کا سوانح نگار
شہور ہندو مؤرخ ڈاکٹر بینی پرشاد لکھتا ہے کہ جہانگیر نے مجدد الف ثانیؒ کو اس لیے
بند کیا تھا کہ انھوں نے مہدی اور پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور انھوں نے ایک
شریعت بنالی تھی[۵]

ڈاکٹر بینی پرشاد کا یہ بیان صریحًا غلط اور من گھڑت ہے کیونکہ مجدد الف ثانیؒ نے

۱۔ تزک جہانگیری، علی گڑھ ایڈیشن، مطبوعہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۷۳-۲۷۲
۲۔ بینی پرشاد، ہسٹری آف جہانگیر، مطبوعہ مدراس ۱۹۲۲ء صفحہ ۳۴۴
۳۔ شیخ محمد اکرام، رود کوثر، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۸ء صفحہ ۲۲۴
۴۔ سری رام شرما، ببلیوگرافی آف مغل انڈیا، مطبوعہ بمبئی ۱۹۴۳ء صفحہ ۱۰۵
۵۔ بینی پرشاد، ہسٹری آف جہانگیر، صفحہ ۳۴۳

اپنی کسی تحریر میں ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ موصوف ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ اس لیے کوئی مسلمان ان سے اس طرح کے دعویٰ کا گمان بھی نہیں کرسکتا۔ بلکہ ان کے ایک مکتوب سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ خود بھی مہدی کی آمد کے منتظر تھے[۵۱] ڈاکٹر بینی پرشاد نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کے متعلق جو رائے دی ہے وہ جہانگیر کی رائے سے ملتی جلتی ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مکتوبات امام ربانیؒ کے بارے میں اس کی معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

ڈاکٹر سری واستوا سابق صدر شعبۂ تاریخ پنجاب یونیورسٹی جن کا شمار برصغیر پاک و ہند کے نامور مؤرخوں میں ہوتا ہے، حضرت مجدد الف ثانیؒ کو ملحد سمجھتے ہیں[۵۲]ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

ان ہندو مؤرخوں کی تحریریں پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقائق سے بالکل بے خبر تھے اور ان کا تاریخ کا مطالعہ بالکل سطحی تھا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے گوالیار کے قلعہ میں اپنا مشن جاری رکھا اور ان کی سعی و کاوش سے بہت سے غیر مسلم قیدی مشرف باسلام ہوئے اور فاسق و فاجر مسلمان قیدیوں کی ایک بڑی تعداد اپنے سابقہ اعمال سے تائب ہوگئی۔ حضرت مجددؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے شاید اسی کام کے لیے انھیں گوالیار بھیجا تھا۔[۵۳]

---

۵۱ مجدد الف ثانیؒ مکتوبات، مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۸۹ء جلد ۲، مکتوب ۶۷

۵۲ ڈاکٹر سری واستوا، دی مغل ایمپائر۔ مطبوعہ آگرہ (طبع ثانی) صفحہ ۲۹۳

۵۳ محمد مراد، مناقب الحضرات، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، ایتھے ۶۵۲، ورق ۱۷۱ ب ـ مفتی غلام سرور خزینۃ الاصفیاء، مطبوعہ کانپور ۱۹۰۲ء جلد ۱ صفحہ ۶۱۳

"اگر بادشاہ ایں جانب را حبس نمی کرد چندیں ہزار کس کہ از فوائد دینی مستفید شدند محروم می ماندند۔"

آرنلڈ، دی پریچنگ آف اسلام، مطبوعہ لنڈن ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۱۲۔

حضرت مجددؒ کی رہائی کے بعد جب یہ قیدی رہا ہوئے تو ان میں سے اکثر لوگ سرہند آکر آباد ہوگئے اور چھ پشتیں گزر جانے کے بعد جب خواجہ کمال الدین محمد احسان روضۃ القیومیہ لکھنے بیٹھے تو ان قیدیوں کی نسل سے بہت سے لوگ سرہند میں موجود تھے۔[۵۱]

جہانگیر کو گوالیار سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی سرگرمیوں کی رپورٹ برابر ملتی رہتی تھی۔جب اسے اس بات کا یقین ہوگیا کہ موصوف ایک راسخ العقیدہ اور سرگرم عمل مسلمان ہیں تو اس نے حکم دیا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو دربار میں پیش کریں[۵۲]

جب حضرت مجددؒ قلعہ گوالیار سے رہا ہوکر شاہی دربار میں پہنچے تو جہانگیر نے انھیں خلعت کے علاوہ کافی رقم بھی مرحمت کی[۵۳] اور وہ خود مجدد صاحبؒ کے معتقدین میں شامل ہوگیا۔[۵۴]

غلام علی بلگرامی رقمطراز ہیں کہ جہانگیر نے انھیں اس شرط پر رہا کیا تھا کہ وہ ہر وقت بادشاہ کے ساتھ رہا کریں گے۔[۵۵]

مشہور ہندو مؤرخ سری رام شرما لکھتا ہے کہ جہانگیر حضرت مجدد الف ثانیؒ کا اس قدر گرویدہ ہوگیا تھا کہ وہ انھیں ایک لمحہ کے لیے بھی خود سے الگ نہیں کرتا تھا۔[۵۶]

---

۵۱ کمال الدین محمد احسان، روضۃ القیومیہ، رکن اول، مطبوعہ لاہور ۱۳۳۵ھ صفحہ ۲-۱۹۱

۵۲ سعید احمد اکبر آبادی، مسلمانوں کا عروج و زوال، مطبوعہ دہلی ۱۹۴۷ء صفحہ ۶-۳۰۵

۵۳ تزک جہانگیری، علی گڑھ ایڈیشن، مطبوعہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۳۰۸

۵۴ مفتی غلام سرور، خزینۃ الاصفیاء، مطبوعہ کانپور ۱۹۰۲ء جلد ۱ صفحہ ۶۱۳ — محمد مراد، مناقب الحضرات، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، ایتھے ۶۵۲، ورق ۱۷۲ الف

"جہانگیر بادشاہ آخر مہربان شدہ از مخلصان گردید"

۵۵ غلام علی بلگرامی، سبحۃ المرجان ( ) صفحہ ۷۹

۵۶ سری رام شرما، اے ببلیوگرافی آف مغل انڈیا، مطبوعہ بمبئی ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۰۵

جہانگیر کا سوانح نگار ڈاکٹر بینی پرشاد لکھتا ہے کہ جہانگیر نے انھیں اس وقت تک رہا نہیں کیا جب تک انھوں نے اپنی غلطیوں کی معافی نہیں مانگ لی اور آئندہ فرماں بردار ہو کر رہنے کا وعدہ نہیں کر لیا۔[۵۱]

خدا جانے ڈاکٹر بینی پرشاد کو یہ باتیں کیسے سوجھی ہیں۔ ورنہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بادشاہ کے خلاف کبھی بھی بغاوت نہیں کی تھی۔ بلکہ ان کے سوانح نگاروں کا کہنا ہے کہ جب گوالیار میں نظربند قیدیوں نے ان سے بادشاہ کے لیے بددعا کرنے کی التجا کی تو انھوں نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔[۵۲] اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر بینی پرشاد کی یہ روایت بھی من گھڑت ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے نامور عالم اور ادیب مولانا سعید احمد اکبر آبادی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "مسلمانوں کا عروج و زوال" میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجدد الف ثانیؒ گوالیار سے رہا ہو کر جب شاہی دربار پہنچے تو انھوں نے بادشاہ کے سامنے یہ مطالبات پیش کیے[۵۳]

۱۔ بادشاہ کو سجدہ تعظیمی بند کیا جائے۔
۲۔ بادشاہ اور اس کے حواری نماز کی پابندی کیا کریں
۳۔ ذبیحۂ گاؤ پر پابندی ختم کی جائے۔
۴۔ خلافِ شریعت رسومات کو بند کیا جائے۔

---

[۵۱] بینی پرشاد، ہسٹری آف جہانگیر، مطبوعہ مدراس ۱۹۲۲ء، صفحہ ۳۴۴

[۵۲] محمد مراد، مناقب الحضرات، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، ایتھے ۶۵۲ ورق ۱۷۱ ب:-

"از بادشاہ راضی بودند و او را بددعا نہ کردند و ضرر او نخواستند"

مفتی غلام سرور، خزینۃ الاصفیاء، مطبوعہ کانپور ۱۹۰۲ء جلد ۱ صفحہ ۶۱۳:-

"حضرت شیخ بمقام حبس گاہ بادشاہ را دعائے بد نہ کردند"

[۵۳] سعید احمد اکبر آبادی، مسلمانوں کا عروج و زوال، مطبوعہ دہلی ۱۹۴۷ء صفحہ ۶-۳۰۵

۵۔ جو قوانین شریعت سے متصادم ہوتے ہیں، انھیں منسوخ کیا جائے۔

۶۔ قاضی اور محتسب مقرر کیے جائیں۔

۷۔ جو مسجدیں مرمت طلب ہیں، ان کی مرمت کی جائے اور جو منہدم ہو چکی ہیں انھیں از سرِ نو تعمیر کیا جائے۔

بادشاہ نے ان کے یہ مطالبات بخوشی تسلیم کر لیے اور اس طرح نصف صدی کے کے بعد اسلام موت و زیست کی کشمکش سے نکلا اور مسلمانوں کو اطمینان کا سانس لینا نصیب ہوا۔ [۵۱]

علامہ محمد احسان اللہ خان گورکھپوری نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی قلعہ گوالیار سے رہائی کے متعلق ایک داستان گھڑلی ہے۔[۵۲] جسے ہمارے فاضل بزرگ برہان الدین احمد فاروقی نے اپنے تحقیقی مقالہ حضرت مجدد الف ثانی کا نظریۂ توحید میں من و عن نقل کر دیا ہے۔ اور ہمیں اس بات پر بسا اوقات حیرت ہوتی ہے کہ یہ بات ان کے نگران اور ممتحنوں کی نظروں سے کیونکر اوجھل رہی؟

علامہ محمد احسان اللہ گورکھپوریؒ اور ڈاکٹر برہان الدین احمد لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی گرفتاری سے پہلے جہانگیر نے راسخ العقیدہ امراء کو ایک ایک کر کے دُور دراز مقامات پر بھیج دیا اور اس کے بعد اس نے حضرت مجددؒ کو اپنے دربار میں بلا کر گرفتار کر لیا۔ ان کی گرفتاری سے راسخ العقیدہ امراء کو بڑا رنج ہوا اور انھوں نے آپس میں خط و کتابت شروع کر دی اور مہابت خان کو اپنا قائد تسلیم کر لیا۔ مہابت خان ان دنوں کابل کا گورنر تھا اور اس نے حضرت مجددؒ کی گرفتاری کی خبر سُن کر جہانگیر کا نام خطبہ اور سکہ سے حذف کر کے ہندوستان پر حملہ کر دیا اور جہانگیر کو دریائے جہلم کے کنارے گرفتار کر لیا۔ مہابت خان شاید اس سے بھی بڑا قدم اٹھاتا لیکن حضرت مجدد الف ثانیؒ نے

---

۵۱ و ۵۲ محمد احسان اللہ، سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانیؒ مطبوعہ رامپور ۱۹۲۶ء صفحہ ۸۸-۹

گوالیار سے اسے یہ پیغام بھیجا کہ وہ بادشاہ کی اطاعت قبول کر کے فتنہ و فساد کو ختم کر... چنانچہ مہابت خان نے جہانگیر کو رہا کر دیا۔ اور جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے... خلوص سے متاثر ہو کر انھیں رہا کر دیا۔[1]

علامہ محمد احسان اللہ اور ڈاکٹر برہان الدین احمد فاروقی کے بیانات کا حقیقت... سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ جہانگیر کو مہابت خان نے اس کے اکیسویں سال جلوس (۱۶۲۶ء) میں گرفتار کیا تھا[2] اور تزک جہانگیری کے مندرجات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اپنے چودھویں سال جلوس میں نظر بند کیا... اور سولھویں سال جلوس میں رہا کر دیا تھا۔[4] حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دسمبر ۱۶۲۴ء میں جہانگیر کے انیسویں سال جلوس میں وفات پائی اور اس واقعہ کے دو سال بعد مہابت خان نے جہانگیر کو گرفتار کیا تھا۔[5] ان بزرگوں کا یہ کمال ہے کہ انھوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی وفات کے دو اڑھائی سال بعد آن کی اور مہابت خان کی خط و کتابت کروادی۔

جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو رہائی کے بعد اس امر کی اجازت دے دی کہ اگر وہ پسند فرمائیں تو اس کے پاس ٹھہر جائیں اور اگر چاہیں تو اپنے گھر چلے جائیں۔ مجدد صاحبؒ مدتوں سے ایسے موقعوں کی تلاش میں تھے چنانچہ انھوں نے جہانگیر اور اس کے لشکر میں رہنا پسند فرمایا۔[7]

---

[1] ڈاکٹر برہان الدین احمد، دی مجددز کانسپشن آف توحید مطبوعہ لاہور ۱۹۴۰ء ص ۶-۲۵

[2] الفنسٹن، دی ہسٹری آف انڈیا، مطبوعہ لندن ۱۹۰۵ء صفحہ ۵۳۸

[3] تزک جہانگیری، علی گڑھ ایڈیشن، مطبوعہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۳-۲۷۲

[4] ایضاً صفحہ ۳۰۸

[5] الفنسٹن، دی ہسٹری آف انڈیا، مطبوعہ لندن صفحہ ۵۳۸

[6] تزک جہانگیری، صفحہ ۳۰۸

[7] نواب صدیق حسن خان، ابجد العلوم، مطبوعہ بھوپال ۱۸۷۸ء، صفحہ ۸۹۹ و اقام فی العسکر ود...

آپ اپنے ایک خط میں اپنے فرزندوں کو شاہی لشکر میں اپنے قیام کا ذکر کرتے
ئے فرماتے ہیں کہ وہ ایک بڑا ہی اہم کام انجام دے رہے ہیں[۹۱] اسی طرح مجدد صاحبؒ
ہانگیر کے ساتھ کئی ماہ لاہور میں گزارے[۹۲] اور کچھ عرصہ دارالحکومت میں بھی اس
ساتھ گزارا۔ مجدد صاحبؒ بادشاہ سے ملتے تو ان کی حتیٰ الامکان یہی کوشش ہوتی کہ
سے اسلام کی تعلیمات اور عقائد سے آگاہ کرتے رہیں[۹۳]

آپ اپنے ایک مکتوب میں بادشاہ کے ساتھ ایک ایسی ہی ملاقات کا ذکر کرتے
ئے اپنے فرزندوں کو لکھتے ہیں کہ بادشاہ کے ساتھ جو گفتگو ہوتی ہے اس کی تفصیل
ا ان کی طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ اس کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ آپ اپنے
ندوں کو بتاتے ہیں کہ رمضان المبارک کی سترھویں رات کو وہ بادشاہ سے ملے تو
شاہ نے پوری توجہ سے ان کی گفتگو سنی۔ انھوں نے بادشاہ کو اسلام کے عقائد اور
أ ومعاد کے مسائل سے آگاہ کیا۔ ان دنوں وہ بادشاہ کو قرآن مجید کے مطالب
ہے ہیں اور گزشتہ شب وہ سورۂ عنکبوت تک پہنچ گئے ہیں[۹۴]

جہانگیر حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بے حد متاثر تھا اور ان کا بڑا پاس ادب کرتے
تھا، اس نے اپنی تزک میں اس بات کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ اس نے
، ۵۵ ویں سالگرہ کے موقع پر ان کی خدمت میں دو ہزار روپے پیش کیے ہیں[۹۵]
ایک بار جہانگیر جب کشمیر سے واپس لوٹ رہا تھا تو اثنائے سفر میں اسے بخار

مجدد الف ثانیؒ، مکتوبات، مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۷۷ء جلد ۲ مکتوب ۷۸

خواجہ محمد معصوم، مکتوبات خواجہ محمد معصوم، مطبوعہ کانپور ۱۸۷۷ء صفحہ ۴۹

مجدد الف ثانی، مکتوبات، مطبوعہ لکھنؤ جلد ۲ مکتوب ۹۲

ایضاً، جلد ۳ مکتوب ۴۳

تزک جہانگیری، طبع علی گڑھ ۱۸۶۴ء صفحہ ۳۷۰

آنے لگا۔ اتفاق سے حضرت مجدد الف ثانیؒ اس کے شریک سفر تھے۔ جہانگیر نے
سے درخواست کی کہ وہ اس کی صحت یابی کے لیے دعا کریں۔ مجدد صاحبؒ نے بادشاہ
کی درخواست پر اس کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لیے دعا کی جو قبول ہوئی جب بادشاہ
سرہند کے قریب پہنچا تو اس نے حضرت مجدد سے کہا کہ وہ سرہند میں ان کے گھر جاکر
کھانے کی خواہش رکھتا ہے۔ حضرت مجدد نے اسے اپنے لیے بڑا اعزاز سمجھا اور جب
بادشاہ سرہند پہنچا تو انھوں نے اس کی دعوت کی اور اس کی خدمت میں مرغ کا
پیش کیا۔ جسے بادشاہ نے بے حد پسند کیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ اس
ایسا لذیذ کھانا اس سے پہلے کبھی نہیں کھایا۔[۵۱] اس موقع پر جہانگیر نے اپنے وزیر اعظم
سے کہا کہ وہ حضرت مجددؒ سے درخواست کرے کہ وہ وظیفہ لینا قبول کرلیں۔ لیکن شیخ
نے اس درخواست کو مسترد کردیا۔[۵۲]

اکبر نے ہندوؤں کو بڑے اعلیٰ مناصب پر فائز کیا تھا اور دربار میں ان کا بڑا ا
و رسوخ تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے لیے یہ چیز ناقابل برداشت تھی۔ اور ان کا نظریہ
تھا کہ ہندوستان چونکہ دارالاسلام ہے اس لیے صرف مسلمانوں کو ہی سرکاری ملازمتیں
حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ انھوں نے بادشاہ اور مسلمان امراء پر زور دیا کہ وہ
غیر مسلموں پر جزیہ نافذ کریں اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے یہ بات بھی بادشاہ
کے گوش گزار کی کہ ایک مسلمان حکمران ہونے کی حیثیت سے اس کا یہ فرض ہے کہ وہ ہن
سے جزیہ وصول کرے۔[۵۳]

ڈاکٹر محمد یاسین رقمطراز ہیں کہ آزاد خیال بادشاہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے
زیر اثر راسخ العقیدہ مسلمان بن گیا تھا۔ ان کے خیال میں آخری ایام حکومت میں جہانگیر
کا مذہب کی طرف جھکاؤ "تاریخ پاک وہند کے طلباء کے مطالعہ کے لیے ایک اہ

---

۵۱ و ۵۲ علی اکبر حسینی، مجمع الاولیاء، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، ایتھے ۶۴۵ ورق ۴۴۲ الف۔ب

۵۳ مجدد الف ثانیؒ، مکتوبات، جلد اول مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۸۷ء جلد ۱ مکتوب ۹۲ ۱۶۳

وضوع ہے ۔[۵۱]

۱۰۱۳ھ میں جب قاضی نورالدین محمد خاقانی نے "اخلاق جہانگیری" تصنیف کی تو
س وقت جہانگیر

"سلطان دیں پرور و خاقان داد گستر"

ن چکا تھا ۔[۵۲]

انھی ایام میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے دوست احباب کو بڑے فخریہ پیرایہ ہیں بتایا کرتے تھے کہ خدا کے فضل سے سلطانِ وقت سنی حنفی ہے ۔[۵۳]

مشہور سیاح ہاکنس ہمیں بتاتا ہے کہ اس نے جہانگیر کو فجر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ۔[۵۴]

جہانگیر کا ایک ہمعصر مؤرخ محمد شریف رقمطراز ہے کہ اس نے سخاوت اور عدالت میں جہانگیر جیسا بادشاہ روئے زمین پر نہیں دیکھا اور نہ ہی ایسا بادشاہ پیدا ہوگا ۔[۵۵]

اسی طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ اول میر محمد نعمان نے جب انھیں بتایا کہ سلطانِ وقت بڑا عادل ہے اور وہ احکام شریعت کے نفاذ میں کوشاں ہے، تو آپ بے حد مسرور ہوئے ۔[۵۶]

مشہور ہندو مؤرخ ڈاکٹر سری واستوا جہانگیر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اپنے باپ کی نسبت اس نے اسلام کے مستقبل میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا اور اس نے متعدد موقعوں پر اسلام کے وقار کو بلند کرنے کی سعی و کاوش کی ۔[۵۷]

---

۵۱ محمد یاسین، اے سوشل ہسٹری آف اسلامک انڈیا ۔ مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۶۴

۵۲ نورالدین محمد، اخلاق جہانگیری، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، ایتھے ۲۲۰۷ ورق ۳ ب

۵۳ مجدد الف ثانیؒ، مکتوبات، مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۷۷ء جلد ۲ مکتوب ۱۵ - ۶۷

۵۴ ہاکنس، دی ہاکنس ویاجز، مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء صفحہ ۳۴۶

۵۵ محمد شرف، مجالس السلاطین، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن اورینٹیل ۱۹۰۳ ورق ۱۰۳ ب

۵۶ مجدد الف ثانیؒ، مکتوبات، مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۷۷ء جلد ۲ مکتوب ۹۲

۵۷ ڈاکٹر سری واستوا، [illegible] مطبوعہ آگرہ طبع ثانی، صفحہ ۲۹۳

ڈاکٹر سری واستوا کا ایک ہم مذہب مؤرخ مکھن لال رائے چوہدری رقمطراز ہے کہ جہانگیر کو بحیثیت ایک مسلمان حکمران اپنے فرائض کا پوری طرح احساس تھا۔ ۵۱

جہانگیر کے سولھویں سال جلوس میں اس کا ایک ہندو جرنیل راجہ بکرماجیت کانگڑہ پر چڑھائی کے ارادہ سے نکلا تو اس نے اس مہم پر روانہ ہونے سے پہلے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے اپنی کامیابی کے لیے دعا کرائی۔ ۵۲

جب یہ قلعہ فتح ہوا تو جہانگیر بنفسِ نفیس وہاں پہنچا۔ ۵۳ حضرت مجدد الف ثانیؒ اس موقعہ پر علیل تھے اور سفر کی صعوبت برداشت کرنے کے قابل نہ تھے۔ لیکن جب جہانگیر نے انھیں بتایا کہ اگر وہ اس کے ساتھ کانگڑہ چلیں تو وہ ان کی موجودگی میں بت توڑے گا، گائے ذبح کرائے گا، مسجد تعمیر کروائے گا اور اسلام کے احکام مندر اور اس کے نواح میں جاری کرائے گا۔ تو آپ فوراً سفر کے لیے تیار ہو گئے۔ ۵۴

جہانگیر نے قاضی، میرعدل اور علماء کی موجودگی میں کانگڑہ کے مندر میں بت توڑے حسبِ وعدہ وہاں گائے ذبح کروائی، اذان دلوائی، خطبہ دلوایا اور اسلام کے احکام نافذ کیے۔ ۵۵

جہانگیر نے اس موقعہ پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اسے اسلام کے شعار بجا لانے کا موقع دیا۔ جہانگیر اس بات پر بھی شکر ادا کرتا ہے کہ اس سے پہلے کسی بادشاہ کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا نہیں کی تھی۔ ۵۶

---

۵۱ رائے چوہدری، دی سٹیٹ اینڈ ریلیجن ان مغل انڈیا، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۵۱ء صفحہ ۲۱۱

۵۲ علی اکبر حسینی، مجمع الاولیاء، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، ایتھے ۶۴۵ ورق ۴۴۲ ب، ۴۴۳ الف

۵۳ تزک جہانگیری، علی گڑھ ایڈیشن، مطبوعہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۳۴۰

۵۴ علی اکبر حسینی، مجمع الاولیاء، ورق ۴۴۳ الف

۵۵ تزک جہانگیری، صفحہ ۳۴۰

۵۶ ایضاً

مشہور ہندو مؤرخ سری رام شرما اس بات کا شاکی ہے کہ جہانگیر نے پسکر اور مالوہ میں کئی مندر مسمار کرادیئے تھے[۵۱]

جس سال جہانگیر نے کانگڑہ میں اسلام کے احکام نافذ کیے اسی سال اس نے کشمیر میں ہندو مردوں اور مسلمان عورتوں کے درمیان شادی پر پابندی لگادی[۵۲]

جہانگیر کے عہد میں اسلامی اقدار کو جو فروغ ہوا اس کی ایک جھلک مشہور سیاح ٹیری کے سفرنامے سے ملتی ہے۔ ٹیری نے ۱۶۱۶ء سے ۱۶۱۹ء تک ہندوستان کا دورہ کیا۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ مسجدیں نمازیوں سے ہمیشہ بھری رہتی تھیں۔ ٹیری مسجدوں میں رونق دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ وہ اپنے ہم مذہب عیسائیوں کو عبادات سے غفلت برتنے پر کوسنے لگتا ہے[۵۳]

ٹیری نے سورت کی بندرگاہ میں ایک جہاز دیکھا تھا جو سترہ سو حاجیوں کو لے کر جدہ سے واپس آیا تھا[۵۴] یہی سیاح ہمیں بتاتا ہے کہ مسلمان ہمیشہ اپنے ہاتھ میں تسبیح رکھتے ہیں اور قرآن مجید کا بے حد احترام کرتے ہیں۔[۵۵]

ٹیری لکھتا ہے کہ ایسے مسلمان بھی موجود ہیں جو حرام چیز کھانے کی بجائے مرنا پسند کرتے ہیں۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ مسلمان بڑی پابندی کے ساتھ رمضان میں روزے رکھتے ہیں۔ ٹیری نے انھیں عید کی نماز ادا کرتے ہوئے بھی دیکھا تھا[۵۶] اس کے سفرنامے سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اکبر نے شادی کے لیے عمر کی جو قید لگائی تھی وہ ختم ہوچکی تھی۔

---

۵۱ سری رام شرما، دی ریلیجس پالیسی آف دی مغل ایمپررز، مطبوعہ لنڈن ۱۹۴۰ء، صفحہ ۸۹

۵۲ تزک جہانگیری، علی گڑھ ایڈیشن، مطبوعہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۳۱۷

۵۳ فوسٹر، ارلی ٹریولرز ان انڈیا، مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ۱۹۲۱ء صفحہ ۳۱۷

۵۴ ایضاً صفحہ ۳۰۱

۵۵ ایضاً صفحہ ۳۱۸

۵۶ ایضاً

مشہور مؤرخ الفنسٹن رقمطراز ہے کہ جہانگیر نے اپنے سکوں پر کلمہ طیبہ منقوش کروایا تھا[51] اس ضمن میں سٹانلے لین پول لکھتا ہے کہ اکبر نے اپنے عہدِ حکومت میں سن ہجری کا استعمال بند کروا دیا تھا لیکن جہانگیر نے اسے دوبارہ جاری کیا۔[52]

جہانگیر کے عہد حکومت میں دربار کی فضا یکسر بدل چکی تھی اور پرتگیز مشنریوں کے لیے اس کے درباریوں کے دلوں میں نفرت کے جذبات پائے جاتے تھے[53]

مشہور سیاح ہاکنس ہمیں بتاتا ہے کہ مسلمان امراء خود اس کے درپے آزار ہو گئے تھے۔[54]

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ایک بار پھر اکبر کی لادینی ریاست کو اسلامی ریاست میں بدل دیا اور جہانگیر کی حمایت حاصل کر کے اس سے ایسے فرامین جاری کروائے، جن سے اسلامی اقدار کو تقویت پہنچی[55]

سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن نے جہانگیر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اکثر یہ کہا کرتا تھا کہ شیخ احمد سرہندیؒ نے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ نے انھیں جنت میں داخل کیا تو وہ اس کے بغیر جنت میں داخل نہ ہوں گے۔[56]

مجدد الف ثانیؒ نے اپنے آخری ایامِ حیات میں ضُعف اور پیرانہ سالی کی بنا پر، بادشاہ سے سرہند جانے کی اجازت لے لی اور وہ سرہند آ کر اپنا زیادہ تر وقت عبادت میں صرف کرنے لگے۔ دربار سے واپسی کے بعد آپ اندازاً چھ ماہ بقید حیات رہے۔ آپ نے ۱۰ دسمبر ۱۶۲۴ء بمطابق ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو چاشت کے وقت انتقال فرمایا[57]

---

۵۱ الفنسٹن، نورجہاں اور عالمگیر۔ سیسل گپتا ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۵۰ء صفحہ ۷۸

۵۲ لین پول، سٹانلی، نورجہاں اینڈ جہانگیر، سیسل گپتا ایڈیشن ۱۹۵۰ء صفحہ ۷۸

۵۳ گوریرو، جہانگیر اینڈ دی جیسوائٹس، مطبوعہ لندن ۱۹۳۰ء صفحہ ۵۷

۵۴ ہاکنس، دی ہاکنس ویاجز، مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء صفحہ ۴۰۵

۵۵ و ۵۶ صباح الدین عبدالرحمٰن، بزم تیموریہ، مطبوعہ اعظم گڑھ صفحہ ۱۶۸

۵۷ شیخ بدرالدین سرہندی، حضرات القدس، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء صفحہ ۲۰۸

اور اپنے بڑے صاحبزادے خواجہ محمد صادق کے پہلو میں دفن ہوئے ۔ ان کا مزار تا حال سرہند میں مرجع خلائق ہے۔

جہانگیر کا ہمعصر مؤرخ کامگار حسینی لکھتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی رحلت کے بعد جہانگیر خواجہ باقی باللہؒ کے خلیفہ اول شیخ تاج الدین سنبھلیؒ کو اپنے ساتھ رکھنے لگا تھا۔ شیخ موصوف جہانگیر کے ساتھ ایک معرکہ میں بھی شریک ہوئے اور ان کے رخسار پر زخم آیا ۔ ۵۱

جہانگیر کی وفات کے بعد شیخ تاج الدین سنبھلیؒ مکہ مکرمہ چلے گئے جہاں انھوں نے اپنی بقیہ زندگی یادِ حق میں گزاردی۔

جب ۱۰۴۹ھ میں شیخ تاج الدینؒ مکہ میں بقیدِ حیات تھے، اس وقت ان کی عمر ۹۰ سال سے تجاوز کرچکی تھی ۔ ۵۲

---

۵۱ کامگار حسینی، مآثر جہانگیری، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن، اورینٹیل ۱۷۱، ورق ۱۷۹ ب

۵۲ شیخ بدرالدین سرہندی، حضرات القدس، مطبوعہ لاہور، جلد ۱ صفحہ ۲۱۸ ۔